مجید امجد اور معریٰ نظم

ڈاکٹر نذر عابد
چیئرمین شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
حشمت خان پی ایچ ڈی سکالر
شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ABSTRACT

Poem (Nazam) is an important genre of urdu literature and it is diverse in forms as urdu literature iteself. Many poets have produced literature to the best of their capabilities in various urdu Nazam. Among them, Majeed Amjad stands head and shoulder when it comes to "Muarra Nazm".

He produced great poems in varied forms of "Muarra Nazm" some of them are for example in run on lines, others are in stanza form. The distinction of Majeed Amjad lies in his creating of harmony and rythm, sometimes with repetition of words, sometimes with entire lines. He introduced rhyme and rythm pattern which further enhance the music effect and harmony of "Muarra Nazm".

In this article, the authors have had a thorough view of Majeed Amjad's "Muarra Nazm" as far as the form of the nazm is concerned.

ہئیت کے اعتبار سے نظم معریٰ ایک ایسی نظم ہوتی ہے جس میں بحر اور وزن کی پابندی تو کی جاتی ہے تاہم قافیہ وردیف سے آزاد ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض معریٰ نظموں میں کہیں کہیں قافیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے لیکن قافیہ معریٰ نظم کے لئے ضروری نہیں ہوتا۔ البتہ معریٰ نظم ایک ہی وزن میں ضرور ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شامل مصرعے بحر کے ارکان کے حساب سے یکساں ہوتے ہیں۔" کشاف تنقیدی اصطلاحات" میں معریٰ نظم کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"ایسی (معریٰ) نظموں میں قافیے کی پابندی نہیں ہوتی۔ قافیہ یا تو سرے سے ہوتا ہی نہیں اور اگر ہو تو کسی معین روایتی نظام کا پابند نہیں ہوتا البتہ قدیم اصناف سخن کی باقی دو پابندیاں نبھائی جاتی ہیں یعنی پوری نظم ایک ہی وزن میں ہوتی ہے اور مصرعے برابر ہوتے ہیں"۔(۱)

معریٰ نظم انگریزی BLANK VERSE کا اردو میں ترجمہ ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اردو شاعری میں یہ ہئیت انگریزی شاعری کے توسط سے مروج ہوئی۔ ایل ایس ہیرس (L.S.HARRIS) معریٰ نظم (Blank Verse) کے بارے میں لکھتے ہیں:

"blank verse. unrhymed verse, not divided into stanza. what is usually understood by "Blank Verse"in English is verse with each of its lines based on the pattern of ten syllables with every second syllable stressed. the technical name for this is Iambic pentameter". (2)

یعنی معریٰ نظم میں قافیہ نہیں ہوتا، یہ بندوں سے آزاد نظم ہوتی ہے۔ اس میں شاعر نہایت سہولت کے ساتھ اپنا مقصد بیان کرسکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انگریزی معریٰ نظم کے لئے ایک مخصوص بحر ہوتی ہے جسے Iambic Pentameter کہتے ہیں۔ ڈاکٹر حنیف کیفی، ہیرس

(HARRIS) کے الفاظ کی وضاحت کچھ یوں کرتے ہیں:

"(اس تعریف سے) بلینک ورس کی مندرجہ ذیل بنیادی خصوصیات کا پتہ چلتا ہے۔

۱) یہ قافیے سے عاری ہوتی ہے اور اسی لئے اس کا نام بلینک ورس پڑا۔

۲) یہ بندوں میں منقسم نہیں ہوتی۔

۳) اس کے مصرعوں میں باہمی تسلسل کی کافی گنجائش ہوتی ہے جس سے شاعر کو اظہار مدعا میں بڑی آسانی اور آزادی ہوتی ہے۔" (۳)

مجید امجد اردو نظم کے آسمان پر چمکنے والے اس ستارے کا نام ہے جس کی روشنی اور عظمت اگرچہ ان کی زندگی میں تسلیم نہیں کی گئی تاہم وفات کے بعد ان کو ایسی شہرت ملی کہ اب یہ سلسلہ مزید آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مجید امجد کسی مخصوص مکتبہ فکر سے وابستہ نہیں تھے۔ نام ونمود اور شہرت سے بے نیاز ہو کر وہ پوری زندگی بھرپور خلوص کے ساتھ اپنے فن سے وابستہ رہے اور اپنے تیز مشاہدے اور گہرے مطالعے کی بنیاد پر فن سے اس وابستگی کو نبھاتے ہوئے ایسی شعری تخلیقات ادبی اثاثے کے طور پر چھوڑ گئے جو ان کی موت کے بعد فنی حوالے سے انھیں حیات دوام بخشنے کے لئے کافی ہے۔

مجید امجد نے ابتدا میں پابند ہیئتوں میں نظمیں لکھیں، بعد میں معرای اور آزاد ہیئتوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ انھوں نے جس ہیئت میں بھی طبع آزمائی کی، بھرپور انداز میں ایک مستعد شاعر ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا۔

مجید امجد نے پابند نظم کے ساتھ ساتھ معرای نظموں میں بھی ہیئتی تنوع سے کام لیا۔ انہوں نے زیادہ تر معری ترکیب بند ہیئت کی طرف توجہ دی۔ مثال کے طور پر روداد زمانہ، معاشرہ، ایکٹریس کا کنٹریکٹ، سانحات، ریزہ جاں، مرے خدا مرے دل، ایک شبیہ وغیرہ ایسی نظمیں ہیں جو نہ صرف مختلف بندوں پر مشتمل ہیں بلکہ بندوں میں مصرعوں کی تعداد میں کمی بیشی بھی کی گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ مجید امجد کے ہاں زیادہ تر معری نظمیں بندوں کی ہیئت میں برتی گئیں۔ اگرچہ انہوں نے مسلسل مصرعوں کی ہیئت کو بھی اہمیت دی تاہم ان کے ہاں بندوں پر مشتمل معری نظموں کی تعداد زیادہ ہے۔

مرا وجود مری زندگی کا بھید ہے، دیکھ
یہ ایک ہونٹ کے شعلے پہ برگ گل سے خراش
یہ ایک جسم کے کندن میں گدگدی سے گداز
یہ ایک روح، بھنچے بازوؤں میں کھیلتی لہر،
ذرا قریب تو آ، دیکھ تیرے سامنے ہیں
یہ سرخ رس بھرے لب، جن کی اک جھلک کے لئے
کبھی قبیلوں کے دل جوشنوں میں دھڑکے تھے۔
جو تو کہے تو یہی ہونٹ، سرخ رس بھرے ہونٹ
ترے لہو میں شگوفے کھلا بھی سکتے تھے! (۴)

"افریشیا" اور "بے نشاں" دونوں نظموں میں مسلسل مصرعوں کی ہیئت کا استعمال کیا گیا ہے۔ ان میں اول الذکر مکمل طور پر مسلسل مصرعوں پر مشتمل معری نظم ہے جب کہ آخر الذکر نظم مجموعی لحاظ سے مسلسل معرای مصرعوں کی صورت میں تخلیق کی گئی ہے لیکن آخری چار مصرعے الگ بند کی شکل میں لکھے گئے ہیں۔

دریا کے پانیوں سے بھری جھیل کے کنارے
آئے ہیں دور دور سے افریشیا کے پنچھی!
اجلے پروں کا بھاگ ہیں یہ رزق جو اڑانیں
اتنے سفر کے بعد۔۔۔ یہ تٹ، یہ ذرا سا کھاجا،
جو ہڑ میں اک سڑی ہوئی پتی،۔۔۔ چھوں کا چوگا،
اک گھونٹ زرد کیچ کا۔۔۔۔۔۔ مرغابیوں کا راتب
اور اس کے ساتھ، گھات میں زد کارتوس کی بھی
چنگاریوں کے تیز تڑختے ہوئے تریڑے

اور پانیوں پہ بہتی ہوئی سنسناہٹوں میں
لہراتے پنکھ، ابھرتے کماندار، زندہ چوکس
آزاد آبناؤں میں جیتے ہیں جینے والے،
ٹھنڈی ہوا کی باس میں بارود کے دھوئیں میں (۵)

بارہ مسلسل مصرعوں پر مشتمل اس معرای نظم میں مجید امجد نے بحر کے ارکان کے استعمال میں اختراع سے کام لیا ہے۔ فوزیہ اشرف اس حوالے سے لکھتی ہیں:

"اس نظم میں امجد نے بحر کے ارکان کے استعمال میں جدت پیدا کی ہے۔ اس نظم کا اصل وزن "دریا کے پانیوں سے بھری جھیل کے کنار" کے الفاظ میں پورا ہو جاتا ہے لیکن امجد نے کنار کے بجائے " کنارے " لکھا ہے۔ یعنی اصل وزن میں ایک حرف کا اضافہ کیا ہے اور یہ اضافہ نظم کے تمام مصرعوں میں کیا گیا ہے۔ یوں بحر میں ایک تنوع پیدا ہوا ہے۔"(٦)

مجید امجد کی معرای نظموں میں نت نئے آہنگ ابھارنے کے تجربے بھی کئے گئے ہیں اس سلسے میں انہوں نے کبھی لفظوں کی تکرار سے کام لیا ہے تو کبھی قافیوں کے استعمال کی ہئیت کو برتا ہے۔ اس حوالے سے "مسیحا"، "مرے خدا مرے دل" وغیرہ اہم نظمیں ہیں۔" مسیحا" مجموعی لحاظ سے معرای ترکیب بند نظم ہے جب کہ "مرے خدا مرے دل" طویل ترکیب بند معرای نظم ہے۔ ان دونوں نظموں میں مجید امجد نے لفظوں کی تکرار والی ہئیت کو استعمال کیا ہے۔

ہیں تیری کرنوں میں کڑیاں چمکتے قرنوں کی.
تجھے تو اس کی خبر ہے، مرے خدا مرے دل
کہ اس کرے پہ ہے جو کچھ بھی اس کے پہلو میں ہیں
وہ شعلے جن پہ شکن ہے تری ہی کروٹ کی

ترے ہی دائرے کا جزو ہیں وہ دور کہ جب
چٹانیں پگھلیں، ستارے جلے، زمانے ڈھلے
وہ گردشیں جنہیں اپنا کے ان گنت سورج
ترے سفر میں بجھے تو انھی اندھیروں سے
دوام درد کی اک صبح ابھری، پھول کھلے
مہک اٹھی تری دنیا، مرے خدا مرے دل (۷)

مذکورہ نظم میں مجید امجد نے "مرے خدا مرے دل" کے الفاظ کو بار بار دہرایا ہے جس میں وجہ سے نظم میں ترنم کا سماں پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ "مرے خدا مرے دل" کے استعمال سے مصرعوں میں ارکان کی تعداد کو پورا کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ فوزیہ اشرف اس حقیقیت کا انکشاف کچھ یوں کرتی ہیں:

"نظم (مرے خدا مرے دل) میں کئی جگہ "مرے خدا مرے دل" کے لفظوں کو دہرایا گیا ہے جس سے ایک موسیقی کا احساس ہوتا ہے اور نظم غیر مقفی محسوس نہیں ہوتی۔ اس نظم میں اگرچہ تمام مصرعوں میں ارکان کی یکساں تعداد استعمال کی گئی ہے تاہم وہ مصرعے جن کے بعد "مرے خدا مرے دل" کے الفاظ آتے ہیں۔ ان میں ارکان کی تعداد ان الفاظ کو ساتھ جوڑنے سے پوری ہوتی ہے۔" (۸)

مجید امجد نے معرای ہئیت میں جتنی نظمیں لکھی ہیں ان میں کسی نہ کسی طریقے سے قافیے کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسی مکمل معرای نظمیں بھی تخلیق کی ہیں جن میں قافیہ بندی بالکل نہیں کی گئی۔ "ایک شبیہ"، "معاشرہ" اور "وقت" ایسی نظمیں ہیں جن میں قافیہ بندی نہیں ملتی۔

ایک پل کے لئے تو ایک وہ شکل
جانے کیا کچھ تھی، جھوٹ بھی، سچ بھی،
شاید اک بھول، شاید اک پہچان
کچھ دنوں سے تو جان بوجھ کے اب
یہ سمجھنے لگا ہوں، میں ہی تو ہوں،
جس کی خاطر یہ عکس ابھرا تھا،
کچھ دنوں سے تو اب میں دانستہ
اس گماں کا فریب کھاتا ہوں
روز، اک شکل اس دوراہے پر
اب مرا انتظار کرتی ہے (۹)

ان مصرعوں سے بخوبی ظاہر ہے کہ یہاں کسی قسم کے قافیے استعمال نہیں کیے گئے۔ سب کے سب مصرعے مکمل معرای ہئیت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ مجید امجد کے ہاں مکمل معرای نظمیں بہت کم کم ملتی ہیں۔

مجید امجد کی معرای نظموں میں بعض نظمیں اس طرح تخلیق کی گئی ہیں جن میں کوئی ایک واضح ہئیت نہیں ملتی بلکہ دو یا دو سے زیادہ ہئیتوں کو یکجا کر کے ایک نئی ہئیت کا تجربہ کیا گیا ہے۔ ان کی نظم "جاروب کش" اس صورتحال کی خوب ترجمانی کرتی ہے۔ اس نظم میں کل چھے بند ہیں۔ پہلے تین بند مثلث ہئیت

میں، چوتھا اور پانچواں بند مربع ہئیت میں جب کہ چھٹا (آخری) بند مثنوی کی ہئیت میں لکھا گیا ہے۔ جس کے دونوں مصرعے قافیے کے رشتے میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں جو مثنوی کی ہئیت کی واضح دلیل ہے۔

آسمانوں کے تلے، سبز و خنک گوشوں میں
کوئی ہوگا جسے اک ساعت راحت مل جائے
یہ گھڑی تیرے مقدر میں نہیں ہے، نہ سہی

تو اگر چاہے تو ان تلخ و سیہ راہوں پر
جا بجا اتنی تڑپتی ہوئی دنیاؤں میں
اتنے تم بکھرے پڑے ہیں کہ جنہیں تیری حیات
قوت یک شب کے تقدس میں سمو سکتی ہے

کاش تو حیلہ جاروب کے پر نوچ سکے
کاش تو سوچ سکے۔۔۔۔سوچ سکے! (۱۰)

اس نظم میں ایک طرف تین ہئیتوں کا امتزاج پایا جاتا ہے جب کہ دوسری طرف قافیے کے استعمال سے بھی مکمل طور پر کنارہ کشی اختیار نہیں کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی اہم ہے کہ آخری مصرعے میں ایک رکن کو کم کیا گیا ہے جو کہ مجید امجد کی جدت پسند طبیعت کی دلیل ہے۔ یوسف حسن نے بھی اس امر کی نشان دہی کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"نظم (جاروب کش کے) آخری دونوں مصرعے بھی ایک ردیف اور قافیے میں ہیں۔ (اس کے ساتھ ساتھ) آخری مصرعے میں ایک رکن (فعلاتن) کم رکھا گیا ہے۔" (۱۱)

مجید امجد کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے معرائ نظموں میں بھی کسی مخصوص ہئیت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کی لگ بھگ ہر معرائ نظم ایک منفرد ہئیت لئے ہوئے ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے انھوں نے ہر نظم کے لئے الگ ہئیت وضع کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں نہ صرف پابند نظمیں ہئیتی تجربات سے بھرپور ہیں بلکہ ان کی معرائ نظموں میں بھی یہی انفرادیت جھلکتی ہے۔ ڈاکٹر محمد امین، مجید امجد کی نظم میں اس انفرادیت کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں:

"ان (مجید امجد) کے یہاں۔۔۔ہئیتوں کا اس قدر تنوع ہے کہ اگر میں کہوں کہ ہر نظم اپنی جگہ ایک ہئیتی تجربہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔" (۱۲)

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مجید امجد کے حوالے سے ڈاکٹر محمد امین کا مذکورہ قول نہ صرف ان کی معرائ نظموں پر صادق آتا ہے بلکہ ان کی پابند اور آزاد نظمیں بھی اسی زمرے میں آتی ہیں۔

"کون دیکھے گا" مجید امجد کی وہ شاہکار نظم ہے جو عام معرائ ہئیت میں تخلیق نہیں کی گئی۔ اس نظم کو دیکھ کر بظاہر یوں لگتا ہے جیسے یہ غزل یا قطعہ کی ہئیت میں لکھی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس پر مثنوی کی ہئیت کا گمان بھی ہوتا ہے تاہم بغور مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نظم درحقیقت مردف معرائ نظم ہے۔ جس میں سوائے ایک مصرعے کے (" جہاں انت دیکھے گا" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں) باقی تمام نظم کے ہر دوسرے مصرعے میں " کون دیکھے گا" کے لفظوں کی تکرار کی گئی ہے۔ جو کہ مردف معرائ ہئیت کا ثبوت ہے۔

میں روز ادھر سے گزرتا ہوں، کون دیکھتا ہے
میں جب ادھر سے نہ گزروں گا، کون دیکھے گا

دوروبیہ۔ساحل، اور۔پس دیوار
اک آئینوں کا سمندر ہے، کون دیکھے گا

ہزار چہرے خود آرا ہیں، کون جھانکے گا
مرے نہ ہونے کی ہونی کو کون دیکھے گا

تڑخ کے گرد کی تہ سے اگر کہیں کچھ پھول
کھلے بھی، کوئی تو دیکھے گا۔۔۔کون دیکھے گا (۱۳)

مجموعی لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مجید امجد نے اپنی تمام ترنظموں میں ہئیتی حوالے سے کسی نہ کسی طریقے سے جدت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک ان کی معرای نظم کا تعلق ہے اس میں بھی انہوں نے ہئیت کے اعتبار سے بہت تنوع پیدا کیا ہے۔

مجید امجد کی شعری تخلیقات میں ان کی کڑی ریاضت کے رنگ جھلکتے ہیں۔ان کی نظمیں نہ صرف ہئیت کے تجربوں سے مزین ہیں بلکہ فکری اعتبار سے بھی اعلی مقام رکھتی ہیں۔شاید اس لئے ڈاکٹر محمد امین کے مطابق بلا شبہ:

"مجید امجد نے شاعری میں بڑی محنت اور ریاضت کی۔مجید امجد کے یہاں ہئیت اور موضوع کا بہت زیادہ تنوع ہے۔وہ فکری اور فنی لحاظ سے بڑے توانا اور مضبوط شاعر ہیں۔" (۱۴)

حوالہ جات:

۱) ابوالاعجاز حفیظ صدیقی (مرتب)، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵، ص ۲۰۰

۲) L.S HARRIS: The nature of english poetry. London, 1937. P. 158.

۳) ڈاکٹر حنیف کیفی، اردو میں نظم معرا اور آزاد نظم، الوقار پبلیکیشن لاہور، ۱۹۹۵، ص ۱۱۹

۴) مجید امجد، کلیات، الحمد پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۴، ص ۴۱۱

۵) ایضاً

۶) فوزیہ اشرف، مجید امجد کی شاعری میں ہئیت کے تجربات، ایم۔اے اردو مقالہ، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۸۷۔ ص ۸۱۔۸۲

۷) مجید امجد، کلیات، الحمد پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۴، ص ۴۱۸

۸) فوزیہ اشرف، مجید امجد کی شاعری میں ہئیت کے تجربات، ایم۔اے اردو مقالہ، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۸۷۔ ص ۸۱

۹) مجید امجد، کلیات، الحمد پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۴، ص ۴۲۸، ۴۲۹

۱۰) ایضاً

۱۱) یوسف حسن، مجید امجد کی شعری ہئیتیں: عہد وار مطالعہ (مضمون)، مشمولہ، مجید امجد نئے تناظر میں، مرتب، احتشام علی، بیکن بکس لاہور، ۲۰۱۴، ص ۱۶۸

۱۲) ڈاکٹر محمد امین، تفہیم مجید امجد، بیکن بکس لاہور، ۲۰۱۴، ص ۲۷، ۲۸

۱۳) مجید امجد، کلیات، الحمد پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۴، ص ۴۵۵

۱۴) ڈاکٹر محمد امین، تفہیم مجید امجد، بیکن بکس لاہور، ۲۰۱۴، ص ۰۷